جناب سید قدرت اللہ فاطمی

قائداعظمؒ کا روحانی سفر

سورہ فاتحہ اُم الکتاب ہے اور سورہ فاتحہ کا مرکزی خیال ہے راہِ حق کے لیے طلبِ ہدایت، یعنی اھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم (دکھا ہمیں سیدھا راستہ) - گویا قرآنی تعلیمات کا نچوڑ ہے راہِ حق کی نہ ختم ہونے والی تلاش -

محمد علی جناح کا تلاشِ حق کا یہ سفر تو اسی وقت شروع ہو گیا تھا، جب وہ چند مہینے کے شیرخوار بچے تھے اور ان کی والدہ ان کو عقیقے کی رسم ادا کرنے کے لیے پیر حسن کی درگاہ پر لے گئی تھیں - اسی سفر کی خاطر اس شیرخوار بچے نے کراچی سے ویراول کی بندرگاہ تک تقریباً نوّے میل کا سمندری راستہ بادبانی کشتی میں طے کیا تھا - اس سفر کی سرگزشت محترمہ فاطمہ جناح نے اپنی کتاب MY BROTHER میں تفصیل سے بیان کی ہے - اس کا اقتباس درج ذیل ہے -

(ترجمہ) - مسافروں سے لدی پھندی کمزور سی کشتی طوفان میں جا گھری اور لہریں اسے ادھر سے ادھر اس طرح پھینکنے لگیں جیسے وہ بیچ سمندر میں خس لکڑی کا ایک تختہ ہو - کشتی میں سوار لوگوں میں بے چینی پیدا ہونے لگی اور ایسے موقعوں پر سراسیمگی پھیلتے کیا دیر لگتی ہے - میرے والد کی نگاہیں آسمان پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھیے طوفان کب تھمتا ہے اور کشتی صحیح سالم ساحل مقصود پر جا لگتی ہے اور میری والدہ اپنے ننھے لختِ جگر کو کلیجے سے لگائے تمام ساتھی مسافروں کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھیں - ان ہی مسافروں میں ان کا لاڈلا محمد علی بھی تھا - طوفان کے بعد سمندر پر عجیب سا سکون طاری ہو گیا اور کشتی مزے مزے میں اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگی - اس واقعے کے گزرنے کے بعد کی بات ہے کہ میری والدہ نے میرے والد سے ذکر کیا کہ میں نے آزمائش کی اس گھڑی میں یہ منت مانی تھی کہ اگر اللہ نے منزل پر صحیح سالم پہنچا دیا تو میں اس کے فضل و کرم کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے پیر حسن کی درگاہ پر مزید ایک دن قیام کروں گی ..... غرض، بحیرۂ عرب کے اس طوفانی سفر اور بندرگاہ سے گنود تک بیل گاڑی میں ہچکولے کھانے کے بعد ننھا سا محمد علی والدہ

کی گود میں ہمک رہا تھا۔ ارد گرد رشتہ دار جمع تھے اور حسن پیر کی درگاہ پر اس کے سر کے بال [illegible]
کی رسم کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔

قائد کا روحانی سفر جو اس شان سے شروع ہوا تھا وہ تاحیات جاری رہا۔ اس سفر میں [illegible] نے بچہ [illegible] کے طوفان سے زیادہ شدید طوفانوں اور ریل گاڑی کے سفر کے ہچکولوں سے کہیں جھنجھوڑ دینے والی آزمائشوں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر ان کا یہ روحانی سفر نامہ اب تک [illegible] کتاب ہے۔ اس لیے کہ قائد کا یہ ایمان تھا کہ مذہب، بندے اور اس کے پروردگار کے [illegible] ایک نجی معاملہ ہے: مَا بَیْنَ الْعَبْدِ وَ رَبِّہ۔ خدا اور بندے کے راز و نیاز کی حکایتوں [illegible] کرنے والا کون ہو [illegible] ہے [illegible] پڑھنے والوں کو ان کے روحانی سفر کے نشان [illegible] ہو سکتے ہیں۔ یہ نشان [illegible]

[illegible]

باعث اگرچہ ا[illegible]
سخن پر عبور حاصل [illegible]
کو محیط ہے۔ وہ سوانح نگا[illegible]
نے اسلامی، تعمیری، اخلاقی تعلیم[illegible]
یہ کتاب جو "ارمغانِ حالی[illegible]
انتخاب ہے۔ کتاب میں حالی کے حال[illegible]
گئے ہیں۔ صفحات: ۲۶۱
سستا ایڈیشن: ۹/-

ذریعہ ہیں۔ اور یہ ہمیں فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ تو آئیے کچھ دیر کے لیے اس دعوت پر لبیک کہیں۔

ان دعاؤں کا شروع کا اور نسبتاً طویل تر حصہ دعائے ختم القرآن پر مشتمل ہے۔ ختمِ قرآن کی دعا اسی قسم کی عام مروّج دعاؤں کی نسبت زیادہ مفصل ہے۔ اس کے بعد ایک مختصر سی دعا ہے، دنیا اور آخرت کی آزمائشوں سے محفوظ اور مرتے دم تک دینِ اسلام پر ثابت قدم رہنے، عاقبت بخیر ہونے اور دونوں جہان میں دشمنوں اور حاسدوں کی شماتت سے بچنے کی دعا۔ اس کے بعد وہ دعا ہے جو اس روحانی خزانۂ عامرہ کا بیش قیمت ترین نگینہ ہے۔ یہ دعا ہے طہارت، جسمِ انسانی کے اعضائے رئیسہ اور ان سے سرزد ہونے والے اعمال کی پاکی کی دعا۔ جن برائیوں سے پاک رہنے اور جن نیکیوں سے مزین ہونے کی تمنا ان دعاؤں میں موجود ہے اور ان تمناؤں کی طلب میں جو ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے، وہ سب قابلِ غور ہیں اور اہم ترین بات یہ ہے کہ ان دعاؤں میں اخلاقی ترجیحات کا جو پیمانہ متعین کیا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

قرآنِ حکیم نے منافقت کو سب سے بڑی اخلاقی بیماری قرار دیا ہے۔ سورہ النساء آیت ۱۴۵ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ منافق یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ میرے آقا و مولا کو (روحی فداہٗ) اپنی حیاتِ طیبہ میں، اور ان کے اس جہان سے تشریف لے جاتے ہی اسلام کو، جس گروہ کے ہاتھوں سب سے زیادہ اذیت پہنچی، وہ یہی منافقین تھے۔ ریاکاری منافقوں کی سب سے نمایاں نشانی ہے۔ قرآنِ حکیم نے جا بجا اس کی شدید مذمت فرمائی ہے۔ مثلاً دکھاوے کے لیے صدقہ خیرات کرنے والوں کی مثال سورہ البقرہ (آیت ۲۶۴) میں اس کھیتی سے دی ہے، جو چٹان پر واقع ہے اس پر سے آئی تیز بارش جو ساری مٹی بہا لے گئی اور چٹان چٹیل کی چٹیل سپاٹ رہ گئی۔ (فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا)۔ سورۃ النساء میں منافقوں کی یہ پہچان بتائی گئی ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ (اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ)۔ اور ایسے نمازیوں کے لیے سورۃ الماعون (آیات ۴ تا ۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تباہی ہے نمازیوں کے لیے جو نماز کے معاملے میں کسل مند ہیں، اور دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔ (فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ

عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاؤُوْنَ)۔

قائد کی اس دعا میں سب سے پہلی دعا ہے: اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ۔ اے اللہ ہمارے دلوں کو پاک کر دے منافقت سے اور ہمارے اعمال کو ریا کاری سے۔ اللہ نے اپنے محمد علی کی یہ خاموش دعا — ہاں، خاموش دعا، جو اب تک مہر بلب تھی — اسی شان سے قبول فرمائی کہ نہ صرف "فقیہانِ شہر" بلکہ دوسرے ملکوں اور مذہبوں کے "مفتیوں" کا بھی اس پر اتفاق رہا کہ محمد علی جناح کا دین داری سے اگر کچھ واسطہ تھا تو "معمولی سا" کچھ نسبت تھی تو "دُور" کی۔ مختلف ملک و ملت کے جن مفتیوں نے قائد کی مزعومہ "بے دینی" کے فتوے پر اپنی مہریں ثبت کی ہیں، ان میں تازہ ترین اضافہ ایک فرانسیسی مسٹی Lapierre اور Collins نامی ایک انگریز جرنلسٹ کا ہوا ہے۔ ان دونوں جرنلسٹوں نے مل کر رسوائے زمانہ تصنیف Freedom at Midnight لکھی جس کا ڈھنڈورا مغربی ممالک کے اخباروں اور رسالوں میں بہت پیٹا گیا ہے۔ آدھی رات کے ان گمراہ مفتیوں نے اس ضمن میں یہ لکھا ہے کہ:

وہ ہر صبح مذہبی رسوم کی سی پابندی کے ساتھ اپنی داڑھی مونڈتے تھے اور اتنی ہی پابندی کے ساتھ جمعے کی نماز ناغہ کرتے تھے۔ ......، ان کے سیاسی حریف گاندھی کو مسلمانوں کی کتاب مقدس کی آیتوں کا ان سے کہیں زیادہ علم تھا۔"

آدھی رات کے یہ مفتی اس بات کو کیا جانیں کہ کہاں مہاتما کی تقدس اور مذہبیت کی مختصر سی لنگوٹی اور کہاں برطانوی ہند کے سب سے زیادہ جامہ زیب سیاست داں کا مغربی لباس! کہاں مہاتما کی نمائشی پرارتھنا سبھائیں اور کہاں مسٹر جناح کی اپنے رب سے تنہائی کی ملاقاتیں!

ریاکار دینداری کی آلائش سے پاک رہنے کی التجا کے بعد دعا ہے زبان کو جھوٹ سے اور شکم کو حرام کی کمائی سے پاک رکھنے کی۔ (وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكِذْبِ وَبُطُوْنَنَا مِنْ اَكْلِ الْحَرَامِ)۔ محمد علی جناح کی یہ دعائیں بھی ان کے پروردگار نے اس خوبی سے قبول کیں کہ ان کے بدترین سیاسی دشمنوں نے بھی ان کے قول پر ہمیشہ اعتبار کیا اور جنوبی ایشیا کی سیاست میں جھوٹ اور لالچ سے قائد کے قطعاً پاک ہونے کی شہادت پر سبھی متفق رہے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے ان مفتیوں کو بھی اُن کے بارے میں یہ کہنا پڑا کہ:

(ترجمہ) وہ ایسی بے داغ ذاتی دیانت اور روپے پیسے کے معاملے میں بے لاگ امانت کے مالک تھے کہ کوئی ان پر انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد دعا ہے اس بات کی کہ اے خدا، میں پرائی عورت اور پرائے مال پر دستِ آز دراز کرنے سے ہمیشہ محفوظ رہوں۔ (وَفُرُوجَنَا مِنَ الزِّنَا وَاَیْدِیَنَا مِنَ السَّرِقَةِ)۔ خدا نے ان کی یہ دعا بھی سنی۔ قائد جنسی کشش کی بڑی کڑی اور کٹھن آزمائشوں سے بالکل صاف اور پاک نکلے۔ دراز قد، کشیدہ قامت، دل کش، جامہ زیب محمد علی جناح اپنی زندگی کے دس سال سے بھی کم عرصے کے سوا مجرد رہے۔ انھیں اپنی زندگی میں بہت سی زلیخاؤں سے سابقہ پڑا۔ لیکن ہمارا یہ یوسف ہمیشہ پاک دامن رہا۔ اس نے اپنی جنسی قوت کے حیات بخش سرمائے میں ترفع (SUBLIMATION) پیدا کر کے قوم کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ ان کی یہ پاک دامنی نتیجہ تھی، ان کی والدۂ ماجدہ کی تربیت کا اور اُن کی سکھائی ہوئی اس دعا کا ثمرہ۔

اور آخر میں دُعا ہے کہ اے خدا، مرنے سے پہلے ہماری توبہ قبول کر لے۔ مرتے وقت ہم پر رحم فرما۔ مرنے کے بعد ہمیں عذاب سے بچا۔ سکراتِ موت کی سختیوں کو ہمارے لیے آسان فرما۔ اے پروردگار، جو مالک ہے موت کا اور سننے والا ہے ہر فریاد کا۔ (وَتُبْ عَلَیْنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْحَمْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا تُعَذِّبْنَا بَعْدَ الْمَوْتِ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتَ الْمَوْتِ رَبَّ الْمَوْتِ وَالْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ کُلِّ صَوْتٍ)۔

قائد کی ان دعاؤں میں موت کا احساس سب سے شدید نظر آتا ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس دعا میں موت کا کس کس طرح ذکر ہے۔ اس سے پہلے دعائے ختمِ قرآن میں بھی سب سے زیادہ ذکر موت ہی کا ہے: اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ زِیَادَةً فِی الْعِلْمِ وَبَرَكَةً فِی الرِّزْقِ وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَتَلْقِیْنًا فِی الْقَبْرِ وَكَرَامَةً مُتَوَاتِرَةً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ (اے اللہ، ہم تجھ سے مانگتے ہیں علم میں زیادتی، رزق میں برکت، موت سے قبل توبہ کی توفیق، مرتے وقت راحت، موت کے بعد مغفرت، قبر میں تلقین، اور قیامت کے دن تک متواتر تیرا اکرم۔

قائد کی زندگی پر اگر غور کیجیے تو یہ نکتہ ہاتھ آتا ہے کہ قائد کو جس چیز نے بقائے دوام بخشا وہ بھی

تذکارِ موت ہے۔ موت کی ہر لحظہ یاد۔ موت کے قریب ہونے کا مستقل ادراک ــــ ۔
FREEDOM AT MIDNIGHT کے مصنفوں نے جن کا میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں۔ بڑی تحقیق تدقیق کے بعد یہ انکشاف کیا ہے کہ جون ۱۹۴۶ء سے موت قائد کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ جون کے اس مہینے میں قائد کی پرانی بیماری تپ دق نے خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ قائد کے ذاتی ڈاکٹر جال، آر، پٹیل نے ان کے پھیپھڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد یہ حکم لگا دیا تھا کہ وہ دو یا زیادہ سے زیادہ تین سال اور جی سکیں گے۔ جون ۱۹۴۶ء کا زمانہ وہ تھا، جب پاکستان کی آئینی جنگ اپنے انتہائی بحران کے دور میں گزر چکی تھی۔ ایک طرف کانگریس، برطانوی حکومت، مسلمانوں کی مذہبی جماعتیں غرض مسلم لیگی مسلمانوں کے سوا، عہدِ غلامی کے ہندوستان کی تمام سیاسی قوتیں قائد کے خلاف نبرد آزما تھیں اور جیسے جیسے سیاسی فیصلے کا وقت قریب آ رہا تھا، قائد کو پاکستان کے موقف سے ہٹانے کے لیے ان سب کا دباؤ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف قائد کے خود اپنے پھیپھڑوں نے جواب دے دیا تھا۔ ان کے ذاتی معالج نے یقینی موت کا حکم سنا دیا تھا۔ ان حالات میں قائد کے علاوہ کوئی اور، کیسا ہی اولوالعزم فرد کیوں نہ ہوتا، وہ یقیناً سمجھوتے پر آمادہ ہو جاتا۔ مگر قائد ڈٹے رہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ موت سے بخوبی آشنا تھے، موت کو انھوں نے ساری زندگی یاد رکھا تھا۔ موت سے وہ ہراساں ہونے والے ہرگز نہ تھے۔ آدھی رات کے مغنیوں کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے FREEDOM AT MIDNIGHT نامی زہریلی کتاب لکھنے کے لیے متعین کیا تھا۔ اس طرح یہ ماؤنٹ بیٹن کے گھر کے بھیدی تھے۔

(ترجمہ) ماؤنٹ بیٹن کو جو ہدایات دی گئی تھیں، ان میں سے کسی میں اس بات کا اشارہ تک نہیں تھا کہ جناح قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ ان کے انتقال کے چوتھائی صدی بعد ماؤنٹ بیٹن نے اعتراف کیا کہ اگر اس کی اطلاع مجھے اس وقت مل جاتی تو ہندوستان کی سیاست کے بارے میں میری کارروائیوں پر اس کا نتیجہ خیز اثر مرتب ہوتا۔

مگر ماؤنٹ بیٹن اور اس کے کاسہ لیس حواریوں کو یہ کون بتاتا کہ محمد علی جناح نے اپنے رب سے یہ التجائیں کر رکھی تھیں کہ خدایا کسی دشمن یا کسی حاسد کو میری ناکامی پر خوش ہونے کا موقع نہ دینا (رَبِّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا)۔ اور خدا نے اپنے بندے کی سن لی تھی۔

اور پھر یاد کیجیے وہ موقع جب آزاد پاکستان کے شاہی جلوس کی تیاریاں ہو رہی تھیں ۔ قوم اور اس کے قائد کی زندگی اپنے اوج کمال پر پہنچنے والی تھی کہ قائد کے ملٹری سکریٹری یہ خبر لائے کہ ۱۴ اگست کے جلوس پر بم سے حملہ کرنے کی سازش کا پتہ چلا ہے ۔ یہ خبر سنتے ہی لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اصرار کیا کہ جلوس کا پروگرام بدل دیا جائے ۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟ FREEDOM AT MIDNIGHT کے ان مصنفوں کی زبانی سنیے ۔

(ترجمہ) ۔ جلوس پر حملے کی دھمکی مل چکی تھی، مگر اس کو منسوخ کرانے میں وائسرائے ویسے ہی ناکام ہوئے جیسے وہ جناح کو پاکستان کے خواب سے دست بردار کرنے میں ناکام رہے تھے ۔ جناح کا خیال یہ تھا کہ جلوس کو منسوخ کرنا یا کراچی کی بندرگاہ سے بند موٹر کار میں جاری سے جلوس کا گزر جانا بزدلی کی نشانی ہوگی ۔ ایسی بزدلی دکھا کر وہ اپنی قوم کے ظہور کو، جس کے لیے انھوں نے اتنی سخت جدّوجہد کی تھی، داغ دار نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ چاہے جو کچھ ہو، ماؤنٹ بیٹن بہر حال مجبور کر دیئے گئے تھے کہ وہ کھلی کار میں، اس شخص کے پہلو میں بیٹھے ہوئے جسے وہ ناپسند کرتے تھے، اور اس قوم کی پیدائش کی تقریب مناتے ہوئے جس کی انھوں نے شدت سے مخالفت کی تھی، اپنے آپ کو حملہ آور قاتل کے بم کا نشانہ بننے دیں ۔

قائد کیوں موت سے ہراساں ہوتے ؟ انھوں نے تو اپنی ساری زندگی موت کو یاد رکھا تھا ۔ وہ اس کے لیے ہر وقت تیار تھے ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے اس تاریخ ساز دن کارکنانِ قضا و قدر نے ایک انوکھا اور انوٹا منظر دیکھا ۔ ایک طرف تو ایک بوڑھا، دبلا پتلا، نحیف و نزار، تپ دق کا مارا ہوا بیرسٹر تھا اور دوسری طرف ایک چاق و چوبند پھرتیلا، تندرست و توانا، فوجی جوان تھا، جو برما کی جنگ کا ہیرو تھا، جنوب مشرقی ایشیا میں اتحادیوں کا سپریم کمانڈر رہ چکا تھا، اور مستقبل قریب میں برطانوی بحری بیڑے کا کمانڈر اعلیٰ بننے والا تھا ۔ موت دونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھور رہی تھی ۔ جوان سپہ سالار سراسیمگی طاری تھی، مگر بوڑھا مریض سیاست دان شاداں و فرحاں تھا ۔ بوڑھے کی اس محیّر العقول جرأت و مردانگی کے پس پردہ موت کو ہر دم یاد رکھنے کی تربیت کام کر رہی تھی ۔

اور جب ساعتِ وصال آئی تو کس شان سے، کس آن بان سے آئی ۔ ماڑی پور کے ہوائی اڈے پر جب وہ اپنے آخری سفر پر روانگی کے لیے پہنچے تو اسٹریچر پر بے ہوشی کے عالم میں تھے ۔

ہوائی جہاز کے پائلٹ اور دیگر عملے نے صف بستہ کھڑے ہو کر سلامی دی۔ اسٹریچر میں جنبش پیدا ہوئی۔ وہ خوب صورت نازک ہاتھ جس نے قوم کو راہ دکھائی تھی اُٹھا اور سلامی کا اس جواب دیا۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہوائی جہاز ماری پور کے اڈے پر اُترا۔ اسٹریچر کو ایمبولنس رکھا گیا اور گورنر جنرل ہاؤس کی طرف سفر جاری ہوا۔ ایمبولنس گاڑی راستے میں خراب ہو گئی۔ د گاڑی کا انتظار کیا گیا۔ کوئٹے سے ماری پور کے ہوائی اڈے تک اور پھر ماری پور سے گورنر جنرل ہا تک پہنچنے میں کئی گھنٹے لگ گئے۔ ڈاکٹروں نے گورنر جنرل ہاؤس پہنچنے پر معائنہ کیا اور یہ دیکھ ششدر رہ گئے کہ ان صعوبتوں کو قائد نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا تھا۔ وہ پہنچتے ہی کی نیند سو گئے۔ اس سے آگے کی روئداد ان کی ہمشیرہ کی زبانی سنیے کہ آخری ساعت میں وہ ان کے پاس موجود تھیں۔

(ترجمہ) وہ تقریباً دو گھنٹے آرام کی نیند سوئے۔ پھر انھوں نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ میر طرف دیکھا اور سر اور آنکھوں کی جنبش سے مجھے اپنے پاس بلایا۔ بولنے کی آخری کوشش کی اور سر میں اتنا کہہ پائے: "فاتی" خدا حافظ ..... لا الٰہ الاّ اللہ ..... محمد ..... رسول ..... اللہ ان کا سر دائیں طرف ڈھلک گیا۔ ان کی آنکھیں مند گئیں۔

محمد علی جناح پر ان کے پروردگار کا سایہ آخری دم تک رہا۔ انھوں نے سکراتِ موت کو آس کرنے اور آخری دم تک اسلام پر قائم رہنے کی دعا کی تھی۔ اللہ نے اس دنیا میں ان کی ایک ایک دعا قبول کی، یقیناً اس دنیا کے لیے بھی ان کی ساری دعائیں مستجاب ہو گئی ہوں گی۔

ہاں، تو وہ دعائیں جن کا میں اوپر ذکر کر رہا تھا، ان کے بعد مغفرت کی دعائیں ہیں: یہ دعا: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً : الآية

اور آخر میں درود ہے سرورِ کائنات، ان کے آلِ اطہار اور اصحاب کبار پر۔

لَا يُرَدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ ۔ دعائیں تقدیر بدل دیتی ہیں۔ محمد علی جناح کے معاملے یقیناً تقدیر ساز ثابت ہوئیں۔ اس لیے کہ یہ دعائیں محض مذہبی رسمی تمنائیں نہ تھیں بلکہ محمد علی جناح کی زندگی کا سوچا سمجھا منصوبہ تھیں۔ یہ ان کے روحانی سفر کا ر تھیں۔

دعاؤں کا متن

قائداعظم کی محبوب دعاؤں کا متن درج ذیل ہے۔ حاشیے پر متن کی غلطیوں کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ اصل متن میں اعراب کہیں کہیں دیے گئے ہیں۔ ان کا بیشتر اضافہ راقم نے کیا ہے۔

ص ۱ - صَدَقَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ الْعَظِيمُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا
بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ وَاهْدِنَا بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَاءَتَنَا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ زِيَادَةً فِي الْعِلْمِ وَبَرَكَةً فِي الرِّزْقِ
وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ -

ص ۲ - وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَتَلْقِينًا فِي الْقَبْرِ
وَكَرَامَةً مُتَوَاتِرَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَثَوَابَ تِلَاوَةِ كِتَابِكَ اَللّٰهُمَّ مَا اَنْ[1]
سِنَا فِي تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاءٍ اَوْ نِسْيَانٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ اَوْ تَحْرِيفِ
كَلِمَةٍ عَنْ مَوْضِعِهَا اَوْ تَقْدِيمٍ اَوْ تَاْخِيرٍ اَوْ تَغْيِيرِ حَرْفٍ اَوْ اٰيَةٍ [2]

ص ۳ - اَوْ وُقُوفٍ بِغَيْرِ وَقْفٍ اَوْ اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ
الْبَيَانِ اَوْ كَسَلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ اللِّسَانِ فِي مَدٍّ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ تَشْدِيدٍ
اَوْ اِعْرَابٍ اَوْ اِرْتِكَابِ نَهْيٍ اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ فَاعْفُ لَنَا يَا رَبَّاهُ وَتَجَاوَزْ عَنَّا يَا سَيِّدَاهُ
وَلَا تُؤَاخِذْنَا يَا مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

اَللّٰهُمَّ عَافِنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا -

ص ۴ - وَشَدَائِدِ الْاٰخِرَةِ وَ[illegible]نَا عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَلَا تَسْلُبْهُ[3]
عِنْدَ النَّزْعِ وَاجْعَلْ عَاقِبَتَنَا بِالْخَيْرِ وَلَا تُشْمِتْ بِنَا عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا
فِي الدَّارَيْنِ ۝

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ
الْكِذْبِ وَبُطُوْنَنَا مِنْ اَكْلِ الْحَرَامِ وَفُرُوْجَنَا مِنَ الزِّنَا وَاَيْدِيَنَا مِنَ
السَّرِقَةِ وَتُبْ -

ص ۵ - عَلَيْنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْحَمْنَا ...

هَوِّنْ عَلَيْنَا سَكَرَاتِ الْمَوْتِ رَبَّ الْمَوْتِ وَ الْفَوْتِ وَ يَا سَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ -

وَ اغْفِرْ لَنَا وَلِآبَائِنَا وَلِأُمَّهَاتِنَا وَلِإِخْوَانِنَا وَلِأَخَوَاتِنَا وَلِأَسَاتِيْذِنَا وَلِمُعَلِّمِيْنَا وَلِمُؤَدِّبِيْنَا[8] وَ لِمَشَائِخِنَا وَ لِمَنْ أَوْصَانَا بِالْخَيْرَاتِ وَلِمَنْ كَانَ لَهُ حَقٌّ فِي ذِمَّتِنَا -

ص ٦ - وَ لِمَنْ يَرْجُوا مِنْ بَرَكَةِ دُعَائِنَا وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ إِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَ رَافِعُ الدَّرَجٰتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولٰئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ[9]

وَ صَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ وَ مَظْهَرِ لُطْفِهٖ سَيِّدِنَا وَ سَنَدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ مَحْبُوْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

---

١ في الاصل : مان -

٢ في الاصل : اوتغيير اومرض او بانى -

٣ في الاصل : ولا تسبب - ٤ في الاصل : فاعف -

٥ في الاصل : ولا تسلب - ٦ في الاصل : السرايا -

٧ في الاصل : ولاستاذينا -

٨ في الاصل : ولمعلمينا ولمؤدبينا -

٩ سورة البقرة الآية ٢٠١ -